طالب محسن

ایمان اور جنت

[مسلم، کتاب الایمان ۱۳]

حدثنی أبو أیوب أن أعرابیا عرض لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو فی سفر. فأخذ بخطام ناقتہ أو بزمامھا. ثم قال: یارسول اللّٰہ أو یا محمد، أخبرنی بما یقربنی من الجنۃ وما یباعدنی من النار. قال: فکف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم. ثم نظر فی أصحابہ. ثم قال: لقد وفق أو لقد ھدی. قال: کیف قلت؟ قال: فأعاد. فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعبد اللّٰہ لا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلاۃ وتؤتی الزکاۃ وتصل الرحم. دع الناقۃ.

''حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا۔ اس نے آپ کی اونٹنی کی نکیل یا لگام پکڑ لی۔ پھر بولا: یارسول اللہ، یا یا محمد، مجھے وہ چیز بتائیے جو مجھے جنت کے قریب کرتی ہو اور جہنم سے دور کرتی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے پھر آپ نے صحابہ کی طرف دیکھا۔ قدرے توقف کے بعد (غالباً یہ) کہا کہ اسے (صحیح بات) کی توفیق دی گئی ہے یا (یہ) فرمایا کہ اسے ہدایت دی گئی ہے اور اس سے کہا: تم کیا کہہ رہے تھے؟ اس نے (اپنا سوال) دہرایا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سوال سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائے۔ نماز کا اہتمام کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور صلہ رحمی کرے۔ ناقہ کو چھوڑ دو۔''

لغوی مباحث

خطام أو زمام: ہم نے ایک لفظ کا ترجمہ نکیل کیا ہے اور دوسرے کا ترجمہ لگام کیا ہے۔ لیکن یہ دونوں مترادف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مسلم کے شارح نووی نے ان کے فرق کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: خطام وہ چیز ہے جس سے اونٹ کو (ہانکنے کے لیے) باندھا جاتا ہے۔ یعنی کھجور کی چھال، یا بالوں، یا السی کی رسی لی جاتی ہے۔ اس رسی کے ایک سرے پر ایک حلقہ بنایا جاتا ہے، اس حلقے سے دوسرا سرا گزار کر ایک بڑا حلقہ بنا لیتے ہیں۔ اس سے اونٹ کو قلادہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر اسے اس کے ناک پر دو بار لپیٹ دیتے ہیں۔ یہاں ایک چمڑے کی پٹی ہوتی ہے جسے جریر کہتے ہیں۔ جو چیز اونٹ کی ناک میں کس کر ڈالی جاتی ہے، وہ زمام ہے۔

وفق أو هدى: راوی نے حضور کے جملے کے بارے میں تردد ظاہر کیا ہے۔ یعنی حضور نے 'وفق' بولا ہے یا 'هدى' کہا ہے۔ 'وفق' کا مطلب ہے توفیق دیا گیا۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کے معاملے میں پیدا کردہ سازگاری ہے۔ 'هدى' کا مطلب ہے رہنمائی دیا گیا۔ یہاں اس سے مراد ہے: صحیح بات سجھائی گئی۔

تعبد الله: اس کا لفظی ترجمہ ہوگا: تو عبادت کرتا ہے۔ لیکن یہ خبر امر کے معنی میں ہے۔ ہمارا ترجمہ اسی توجیہ کے مطابق ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مصدر کے محل پر فعل استعمال ہو گیا ہے۔ گویا جملہ یہ ہے: 'هو عبادتك الله'۔ اس کی مثال قرآن مجید میں بھی ہے: 'ومن آياته يريكم البرق' (الروم ۳۰: ۲۴)۔

تصل الرحم: صلہ رحمی عربی محاورہ ہے۔ اس سے رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھنا اور ان کے حقوق ادا کرتے رہنا مراد ہے۔

معنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کو خوب سراہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل دعوت یہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں کی دعوت کا مرکزی نکتہ آخرت کی یاد دہانی ہے۔ روایات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطبین کو بہت اچھے طریقے سے واضح تھی۔ اس بات کا ایک مظہر یہ روایت بھی ہے۔ یہ ایک دیہاتی مسلمان ہے، جو غالباً پہلی دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مل رہا ہے۔ لیکن اس کے سوال سے واضح ہے کہ اس کا نمایاں ترین مسئلہ اخروی فلاح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسے نہ صرف یہ کہ صحیح سوال کرنے پر داد دی، بلکہ صحابہ کو بھی اس کی طرف متوجہ کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کے جواب میں چار باتوں کا ذکر کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس میں دوسری بعض روایات کی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

طرح حج اور روزے کا ذکر کیوں نہیں ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس روایت کے دوسرے متون میں ان کا ذکر بھی ہے۔ لیکن ان میں صلہ رحمی کا ذکر نہیں ہے۔ یعنی ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کا ذکر کیا ہو اور بعض راویوں نے کچھ بیان کر دیے اور بعض نے کچھ دوسرے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی باتوں کا ذکر کیا ہو جو اس روایت میں آئی ہیں۔ لیکن راویوں نے اپنے فہم سے کسی روایت میں کچھ چیزیں ڈال دیں اور کچھ نکال دیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ روایات میں مضمون میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

اس روایت کی ایک اہم بات یقینی نجات کا بیان ہے۔ قرآن مجید میں جیسا کہ سورۂ عصر سے واضح ہے، یقینی نجات کے لیے ایمانیات کی صحت، تمام اعمال صالحہ اور اپنے ماحول میں نیکی کی تلقین کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر سیاق وسباق کے مطابق کہیں ایک چیز اور کہیں دوسری کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ کہف کی آیت (۱۱۰) 'فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادۃ ربہ أحدا' میں تواصی کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی حیثیت بنیادی عنوانات کی ہے۔ روایات اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر انھی میں سے کسی چیز کو نمایاں کرنے کے لیے اس کا ذکر الگ کر دیا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس نوع کی تمام روایات میں مخاطب کی رعایت سے یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بھی ایک دل پزیر پہلو سامنے آتا ہے۔ سائل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری روکی۔ لیکن آپ نے کوئی ناگواری ظاہر نہیں کی۔ سوال کیا تو اس میں موجود خوبی کی پوری طرح داد دی۔ جب بات مکمل ہوئی تو محض اتنا کہا: ناقہ کو چھوڑ دو۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے یہی پہلو ہیں جن کی بنا پر آپ کو صحابہ کی غیر معمولی عقیدت اور محبت حاصل ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com

www.al-mawrid.org

متون

مسلم کی اگلی روایت بھی اسی روایت کا ایک متن ہے۔ اس کے حوالے سے ہم آگے بات کریں گے۔ اس روایت کے بعض متون میں یہ راستے میں روکنے کا ذکر نہیں ہے۔ روایت براہ راست سوال اور اس کے جواب پر مشتمل ہے۔ بعض روایات میں نماز کے ساتھ مفروضہ اور مکتوبہ کا اضافہ بھی ہے۔ بعض روایات میں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے پر لوگوں کے اظہار تعجب کا بیان بھی موجود ہے۔ ایک روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ یہی سائل حج کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ملاقات کا احوال بیان کر رہا تھا۔ لیکن اس روایت میں توحید کا ذکر نہیں ہے اور آخری حصہ میں یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے یہ بھی کہا: دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور وہی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ بعض روایات میں 'لا ازید علی هذا ولا أنقص' کا جملہ بھی روایت ہوا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے

کہ اگر کسی کو کوئی جنتی دیکھنا ہو تو اسے دیکھے۔ ان کے علاوہ کچھ لفظی فرق بھی ہیں۔

کتابیات

بخاری، رقم ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۵۶۳۷۔ مسلم، رقم ۱۳، ۱۴۔ نسائی، رقم ۴۶۸۔ احمد، رقم ۸۴۹۶، ۲۵۹۲۶، ۲۳۵۸۵، ۲۳۵۹۶۔ ابن حبان، رقم ۴۳۷، ۳۲۴۵، ۳۳۴۶۔ السنن الکبریٰ، رقم ۳۲۸، ۵۸۸۰۔ بیہقی، رقم ۷۰۲۹۔ المعجم الکبیر، رقم ۳۴۴۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۵۴۷۸، ۷۲۸۴۔

— ۱۴ —

عن أبی أیوب قال جاء رجل الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم . فقال: دلنی علی عمل أعمله یدنینی من الجنة ویباعدنی من النار. قال: تعبد اللّٰہ لا تشرك به شیئا وتقیم الصلوٰة وتؤتی الزکوٰة وتصل ذا رحمك . فلما أدبر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ان تمسك بما أمر به دخل الجنة.

''حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے ایسا عمل بتائیے جسے میں کروں تو وہ مجھے جنت سے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز کا اہتمام رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور صلہ رحمی کرے۔ یہ سن کر جب وہ آدمی لوٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے اس بات کو پکڑ لیا جو اسے کہی گئی ہے تو جنت میں چلا گیا۔''

لغوی مباحث

تعبد اللّٰہ: مضارع کے امر کے محل پر استعمال کی پچھلی روایت میں وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ اسلوب امر کے مقابلے میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

زیادہ بلیغ ہے۔

ذا رحمك :اس کے بارے میں نووی میں سوال اٹھایا ہے کہ 'ذو' کی اضافت واحد کی طرف خلاف قاعدہ ہے۔ مگر یہ بیان کر دیا ہے کہ یہ جائز ہے۔

— ۱۵ —

عن أبی هريرة رضی الله عنه أن أعرابيا جاء إلی رسول الله صلی الله عليه وسلم . فقال: يا رسول الله دلنی علی عمل إذا عملته دخلت الجنة. قال:تعبد الله ولا تشرك به شيئا وتقيم الصلاة المكتوبة وتؤدی الزكوٰة المفروضة وتصوم رمضان قال: والذی نفسی بيده لا أزيد علی هذا شيئا أبدا ولا أنقص منه . فلما ولی، قال النبی صلی الله عليه وسلم من سره أن ينظر الی رجل من أهل الجنة فلينظر الی هذا.

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا: یارسول اللہ، مجھے اس عمل کی رہنمائی فرمایئے، جسے میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ واجب نماز کا اہتمام رکھے، فرض زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نہ اس پر کوئی اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کوئی کمی کروں گا۔ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات بھاتی ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ایک آدمی کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے۔''

معنی

روایات (۱۴،۱۵) اوپر مذکور روایت (۱۳) ہی کے دوسرے متن ہیں۔ اس متن سے متعلق اہم مباحث اوپر زیر بحث آ چکے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہیں۔

متون

متون کے اختلافات بھی ان سے پہلے کی روایت کے تحت زیر بحث آ چکے ہیں۔ یہاں ہم ایک روایت کو نقل کرنے پر کفایت کریں گے جو سائل کے اپنے الفاظ میں الآحاد والمثانی کے مصنف نے روایت کی ہے:

لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بين عرفة والمزدلفة. فأخذت بخطام ناقته. فقلت ما ذا يقربني من الجنة ويباعدني من النار. قال: أما والله لئن كنت أوجرت في المسئلة لقد أعظمت وأطولت، أقم الصلوٰة المكتوبة وأد الزكوٰة المفروضة وحج البيت وما أحببت أن يفعله بك الناس. فافعل بهم. وما تكره أن يأتي الناس إليك فدع الناس. خل سبيل الناقة. (رقم ۱۲۵۹)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرفہ اور مزدلفہ کے مابین ملاقات کی۔ میں نے حضور کی اونٹنی کی لگام پکڑ لی اور آپ سے پوچھا: کیا (چیز) مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دور کرے گی؟ آپ نے فرمایا: بخدا، اگر تمھیں سوال کرنے پر اجر دیا جاتا تو تمھیں بہت بڑا اجر دیا جاتا۔ فرض نماز کا اہتمام رکھو، واجب زکوٰۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج کرو اور جو تم پسند کرتے ہو کہ لوگ تمھارے ساتھ کریں، وہ لوگوں کے ساتھ کرو، جو تم ناپسند کرتے ہو کہ لوگ تمھارے سامنے لے کر آئیں تو لوگوں کے معاملے میں اسے چھوڑ دو۔ اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔''

صاحب فتح الملہم نے اس راوی کے نام کے بارے میں درج ذیل نوٹ لکھا ہے:

''یہ قیس کا ایک آدمی ہے جسے ابن منتفق کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ بغوی اور طبرانی کی ایک روایت میں تصریح کی گئی ہے۔ صیرفی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اس ابن منتفق کا نام لقیط بن صبرہ ہے اور یہ بنی منتفق کی طرف سے حضور سے ملنے کے لیے آیا تھا۔ طبرانی میں یہی سوال صخر بن قعقاع باہلی کے حوالے سے بھی نقل ہوا ہے۔'' (۱/۱۷۷)

کتابیات

یہ روایت اوپر مذکور حوالوں کے علاوہ دیگر کتب میں بھی آئی ہے۔ دیکھیے: الآحاد والمثانی، رقم ۱۲۵۹، ۱۶۹۶۔ مسند احمد، رقم ۱۵۲۹۲۶۔ المعجم الاوسط، رقم ۸۲۴۴۔